مثنوی تحفۂ شاہی

اور

نظمُ الاسیر کا ایک تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر محمد یوسف لون

مثنوی تحفۂ شاہی اور نظم الاسیر سید ولی اللہ شاہی شاہ آبادی کی دو مثنویاں ہیں۔ ولی صاحب کا تخلص شاہی تھا۔ انہوں نے تحفۂ شاہی میں اپنے آباد اجداد کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ ان کے خاندان کے دو افراد مسمی بہ شاہ سعداللہ اور شاہ فریدالدین بغداد سے ہندوستان آئے۔ ہندوستان سے وہ وٹالہ (بٹالہ) کے راستے سے کشمیر روانہ ہوئے۔ انہوں نے کشتواڑ کو جہاں کی اکثر آبادی اس وقت غیر مسلم تھی اپنا مسکن بنالیا اور یہیں پر دین اسلام کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوئے۔ وہ عبادات و ریاضات میں مصروف ہوئے۔ ایک دن عالم واقعہ میں ان پر یہ بات منکشف ہوئی کہ شاہ فریدالدین کشتواڑ میں ہی سکونت اختیار کرے اور شاہ سعداللہ تبلیغ دین کیلئے کشمیر چلا جائے ان اشعار میں اسکی طرف یوں اشارہ ملتا ہے:

دارم امید فیض شام و پگاہ — از فیوضات شاہ سعداللہ

خود از کان وی مرا گہر است — این مرا تاج شاہی دگر است

او ز بغداد چون بردن زد پای — بود با شہ فرید رہ پیمای

اول این ہر دو شاہ خورم و شاد | سوی ہند آمدند از بغداد
باز از ہند رہ پذیر شدند | بہرہ دادند و بہرہ گیر شدند
داد سیر و سلوک در دادند | رو براہ وتالہ بنہادند
مدتی در وتالہ جاکردند | بہر خدمت ز فرق پاکردند
از وتالہ ز بعد رخصت پیر | رو نہادند جانب کشمیر
چون بدین راہ رہگذار شدند | باز از راہ کشتوار شدند
دید آن بقعہ دلربا جای | خوش فضای و بہجت افزای
بقعہ دلپسند و نورانی | لایق صورت مسلمانی
ہر دو شہ را بہم پی جای | چون بباطن رسید ایمای
بسوی روی یکدگر دیدند | از چنان کشف حال خندیدند
شہ فرید از کمال حشمت و ناز | ماند رخت اقامت انجا باز
کرد آن سرزمین پر از انوار | بلکہ ز اسرار ہر ہمہ اسرار
شاہ سعد اللہ از سعادت خویش | زد قدم بر راہ ارادت خویش ع۱

کشمیر میں شاہ سعد اللہ نے شاہ آباد کے مقام پر ایک پہاڑی کے دامن میں سکونت اختیار کی۔ اپنے قیام کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے خادم سے وضو کیلئے پانی طلب کیا۔ خادم پانی کی تلاش میں دور دور تک گھوما لیکن کہیں پر اس کا نام و نشان تک نہیں پایا آخر ناکام ہوکر واپس آیا۔ شاہ سعد اللہ اس مشکل کے حل کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور میں سربسجود ہوئے اس عاجزی کے بعد انہوں نے اللہ کا نام لیکر عصا زمین پر مار دیا تاکہ کچھ پانی زمین سے برآمد ہوجائے۔ ایسا کرنے سے صاف و شفاف پانی کا چشمہ نمودار ہوا جو بعد میں سہناگ

ع۱ تحفہ شاہی سید ولی اللہ شاہی (ص ۳۴ - ۳۵)

کے نام سے مشہور ہوا اور اس مقام کو انہوں نے ابدی رہائش کیلئے مناسب سمجھا۔

حسب دستور اعلیٰ پایہ مثنوی نگاروں کی طرح شاعر ولی اللہ شاہی نے بھی اپنی مثنویوں کا آغاز خدا تعالیٰ کے صفات اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ وہ اپنے صفات میں یگانہ ہیں۔ ہر ایک کے رازوں سے آشنا ہیں انہوں نے آسمانوں کو بغیر ستون قائیم رکھا۔ پانی پر زمین کو پھیلا دیا اور بلند بلند پہاڑ زمین پر قایم کیے انکے حکم سے زمین پر رنگ برنگ پھول کھلتے ہیں اور پتھروں سے قیمتی ہیرے اور جوہرات برآمد ہوتے ہیں۔ سمندروں کی تہہ کو بے بہا موتیوں اور خزانوں سے بھر دیا۔ وہ اپنی قدرت سے زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ بنا دیتے ہیں۔ نمرود اور فرعون جیسے مغرور بادشاہوں اور انکی رعایا کے خاتمے پر تاریخ گواہ ہے۔ اپنے تابعداروں اور فرمانبرداروں کو طرح طرح کے انعامات اور اکرامات بخش دیئے۔ اس طرح سے وہ ہر ایک صفت میں بے مثال ہیں۔ شاعر کی زبان سے یہ اشعار کیا ہی دل آویز ہیں:

در ہمہ چیز آشکار توی   ہمہ را آفریدہ کار توی

توی کز کاف و نون کن فیکون   ہمہ عالم کشیدہ بیرون

بندگان را توی خدای احد   وصف تو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ

مگس پشہ را تو محرم راز   محرم راز تو تو باشی باز

سر مخفی و راز نہانی   آشکارا تو خود ہمیدانی

کار پرداز کارخانہ توی   خود بہ ملک بقا یگانہ توی

آفریدی ہمہ چہ مغز و چہ پوست   نیک و بد خوب و زشت و دشمن و دوست

بحر و بر خشک و تر شکست و درست   ہمہ با ہر چہ ہست صنعت تست

ذات پاکت کہ بے مثال آمد   برتر از وہم و از خیال آمد

ع۱ تحفہ شاہی   سید ولی اللہ شاہی   (ص ۳۶ - ۳۷)

Scanned with CamScanner

مناجات کے بعد شاعر نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت میں انکے جلیل القدر مرتبے کا ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ الم نشرح، سورہ والیل، سورہ والضحٰی سورہ والشمس، سورہ طٰہٰ، سورہ یٰسین اور سورہ مزمل وغیرہ انکی پاک وصاف سیرت اور صورت پر گواہ ہیں۔ اس کائنات کے نور کا سرچشمہ وہی ہے اور باقی تمام چیزیں اس نور کی کرنیں ہیں۔ اسی نور کی عظمت اور فضیلت سے اندھیرے کا ازالہ ہوا ہے:

هادی خلق و مهدی عالم　　مظهر کل و مفخر آدم
شافع امت و حبیب ودود　　شاه کونین محمد محمود
امی نکته دان قرآن اوست　　الله الله حبیب رحمان اوست
جمله عالم ز نور او پیدا　　همه بر حسن صورتش شیدا
سینه وی که کرده روشن روح　　از الم نشرح همه مشروح
پیش و الیل موی آن سرخیل　　تار مویست طرهٔ والیل
والضحٰی روی وی ز تابانی　　روی والشمس کرده نورانی
بس بود بهر وقر تمکینش　　طای طاها و یای یاسینش
از العمرک ردای دیبایش　　وز مزمل قبای زیبائیش
نور او درجهان چو روی نمود　　ظلمت از چهره جهان بزدود

نعت کے بعد یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی مدح میں چند شعر نظم کئے ہیں۔ یہ چاروں یکے بعد دیگرے خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔ دین اسلام کی ترویج میں وہ ہر وقت جان و مال سے کوشاں رہے۔ یہ چاروں جداگانہ طور پر سچائی اور پرہیزگاری، عدل و انصاف، حلم اور حیا اور علم اور دانش کے علمبردار تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان چاروں

کی تعریف و توصیف بیان فرمائے ہیں ؎۱

باغ دین کو نمودہ روی بہشت | چار یارش چو چار جوی بہشت
اول آن شمع جمع اہل وفا | ماہ و مہر سپہر صدق و صفا
دویم آن نامدار دین پرور | عدل را زیب و داد را زیور
ناطق حق و راستی و صواب | بعد ابوبکرؓ افضل اصحاب
قاطع ظلم و جور و کفر و فسوق | معدن عدل حضرت فاروقؓ
سوم آن نور مردم کونین | مطلع نورعین ذوالنورین
آیت رحمت و فتوت اوست | مصطفیٰؐ را رفیق جنت اوست
چارم آن کاشف خفی و جلی | حضرت مرتضیٰ علی ولیؓ
اسد اللہ حیدر کرار | ابن عم محمدؐ مختار
او در شہر علم پیغمبر | زوج زہرا او ساقی کوثر

مثنوی نظم السیر میں سید ولی اللہ شاہی نے حضرت آدمؑ سے لیکر آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے چند پیغمبروں کے حالات نظم کئے ہیں۔ یہ مثنوی چار حصوں میں منقسم ہے اور تقریباً ۲۰ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت ابراہیمؑ تک کے چند حالات اور واقعات درج ہیں اور باقی تین حصوں میں آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ذکر ہے۔ سن تالیف سے یہ مثنوی ۱۳۱۱ھ میں شروع ہوئی اور ۱۳۱۳ھ میں انجام کو پہنچی ہے۔ اس طرح سے اس مثنوی کے نظم کرنے میں تین سال صرف ہوئے ہیں۔

شاہی نے اس بسیط مثنوی کو رقم کرنے میں مولانا جامی، مولانا نظامی اور مولانا رومی اور فردوسی جیسے بلند پایہ استادوں کی شاہکار تصانیف کا بغور مطالعہ کیا ہے اپنی انفرادیت

؎۱ تحفہ شاہی — سید ولی اللہ شاہی — (ص ۱۴ - ۱۵)

اور شخصیت کے اظہار میں اپنی قابلیت اور ذہانت کا کامل ثبوت دکھایا ہے اسکے علاوہ قرآن شریف اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی انہوں نے برمحل موقعوں پر روایات قلمبند کئے ہیں۔ معنیٰ اور مطلب کی وضاحت میں تمثیل میں کہانیاں پیش کی ہیں۔

نظم السیر کے ابتدائی حصے میں حضرت آدمؑ کے بارے میں چند واقعات کا ذکر ہے ان میں سے ایک واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب حضرت آدمؑ اور انکی زوجہ حضرت حواؑ کو خدا تعالیٰ نے اولاد بخش دی۔ تو حضرت شیثؑ کے بعد انہیں دو بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک لڑکا اور دوسری لڑکی تھی۔ لڑکے کا نام قابیل اور لڑکی کا نام قلیما تھا۔ دوسری دفعہ بھی انہیں اسی طرح دو بچے پیدا ہوئے. لڑکے کا نام ہابیل اور لڑکی کا نام لبودا رکھا تھا۔ وضاحت میں یہ اشعار درج ہیں:

روایت کند آنکہ شد بارور	ز آدم دوده بار ام البشر
دو فرزند ہر بار آورید	بخشایش کردگار آورید
یکی دخترش بود دیگر پسر	برین اند گویندگان سربسر
مگر شیث پیغمبر با سرور	کہ زائید تنہا بتعظیم نور
زیک حمل دختر زحملی پسر	نمو دندی معقود با یکدگر
ہر آن حمل کو یافت اول وجود	قلیما و قابیل ہمزاد بود
لبودا و ہابیل فرخندہ فر	کہ بودند ہمزاد حمل دگر
زبعد وصول بلوغ آنچہ بود	ہمین بود فرمان رب ودود ع۱

خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق قابیل کی شادی لبودا سے اور ہابیل کی شادی قلیما سے ہوئی۔ روایت کے مطابق قلیما لبودا سے زیادہ خوبصورت اور مچیل تھی اسوجہ پر قابیل اور ہابیل کے درمیان رنجش پیدا ہوئی۔ کیونکہ قابیل قلیما کو ہی چاہتا تھا۔ آخرکار انکے جھگڑے کو

ع۱ نظم السیر سید ولی شاہی (ص۔۲۳۔۹)

انکے باپ حضرت آدمؑ نے یہ شرعی حکم دیکر طے فرمایا کہ وہ دونوں جنگل میں جاکر ایک ایک بھیڑ ذبح کریں۔ جس ایک کی بھیڑ کو وہاں پر کوئی موقع پر ہی کھائے اس کی قربانی قبول ہے۔ اور اسی کی مدعا پوری ہوگی:

ز بعد وصول بلوغ آنچہ بود — ہمین بود فرمان رب ودود
قلیما سپردند ہابیل را — لبودا کہ دادند قابیل را
قلیما بسی خوب و دلجوی بود — لبودا نہ چندان نکو روی بود
عداوت ازین رو بسی شد عیان — بقابیل و ہابیل را درمیان
ہمی خواست قابیل کارد بدر — سر از بند شرع و ز حکم پدر
پدر خواند ہرچند اندرز و پند — و لیکن نہ شد دردلش سودمند
پس انگہ بداں ہر دو فرزند گفت — کنون یک حدیثی است باید شنفت
عمل بر ہمین حکم فرمان کنید — تقرب شما سوی قربان کنید
کس راکہ قربان قبولش شود — مراد دل او حصولش شود ؏۱

حضرت آدمؑ کے فرمان کے مطابق دونوں نے ایک ایک بھیڑ کو جنگل کی طرف لے لیا اور وہاں پر انکو قربان کر دیا۔ ہابیل کی قربانی موقع پر ہی آسمانی آگ سے ختم ہوئی۔ یہ دیکھ کر قابیل بے چین ہوا۔ اپنے آپ سے بے قابو ہوکر اس نے ایک پتھر سے اپنے بھائی ہابیل کا خاتمہ کیا۔ اس مردہ لاش کو وہ چند دنوں تک اپنے کندھوں پر اِدھر اُدھر گھماتا رہا۔ آخر ایک وادی میں اسکے سامنے دو کوے نمودار ہوئے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑ رہے تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کو ہلاک کیا۔ اس ایک کوے کی ہلاکت کے بعد دوسرے کوے نے آس پاس ہی سے زمین کو اپنے پنجوں سے کھودا اور اس کھودی ہوئی زمین میں اس مردہ کوے کو دبا دیا۔ اس کوے سے سبق سیکھنے کے بعد قابیل نے اس لاش کو زمین

؏۱ نظم السیر سید ولی اللہ شاہی (ص ۲۴۳۔ ۵)

میں دفنایا اور گھر چلا گیا:

بحکم پدر هر دو اندر زمان — فتادند در سعی آن بیگمان
بر آورد هابیل فرخنده رای — یکی گوسفند از رمه دلکشای
ز بهر خدا گشت بر کوه برد — قبول آمد و آتشش پاک برد
چو قابیل هم بهر قربان شتافت — بنوعی قبولیت آن نیافت
ازین رو بسی کینه در سینه داشت — ز دل مهر هابیل یکسر گذاشت
نگهداشت فرصت سر انجام کار — میان بست بر قتل وی استوار
چو بسیار گشته برو تنگدل — یکی سنگ برداشت آنگدل
پس از جای آنخاک آلوده تن — فرا کرد و بگرفت با خویشتن
بآن لاشه میگشت بر کوه و دشت — که تا چند روزش بدینسان گذشت
کلاغی در پروردگار جهان — فرستاد یکبارگی ناگهان
که تا هر دو در کینه یکدگر — فشردند پنجه در آنکو و در
یکی آن دوم کشت در خاک کرد — ز نام و نشانس زمین پاک کرد
چو قابیل زینگونه تعلیم یافت — بر اخفای لاشه زمین میشکافت
چو گنج اندران خاک آن لاشه برد — که با خاک را گنج باید سپرد ؏۱

گھر پہنچتے ہی حضرت آدمؑ کو خدا تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم ملا کہ وہ ہابیل کے خون کے بدلے قابیل سے خون کا بدلہ لے۔ روایت کے مطابق اس حکم پر قابیل گھر چھوڑ کر چلا گیا اور اس بے چینی اور آوارگی میں شہر یمن میں کہیں پر قیام پذیر ہوکر آتش پرستی کے درپے ہوا

روایت کے مطابق نمرود مردود کے وقت میں حضرت ابراہیمؑ تولد ہوئے۔ نمرود کی سلطنت اسوقت بہت وسیع ہوئی تھی اور اس نے اپنی رعایا پر خدائی کا دعویٰ کیا۔ ایک

؏۱ نظم السیر — سید ولی اللہ شاہی — (ص ۲۳ ب)

رات میں وہ ایک خواب دیکھ کر سہم گیا اور صبح سویرے اس نے اپنے سرکردہ منجموں کو دربار میں بلایا اور ان سے اس خواب کی حقیقت کا سراغ چاہا۔ غور و فکر کے بعد انہوں نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ انکی سلطنت اب زوال پذیر ہے کیونکہ سلطنت میں کوئی ایسا شخص پیدا ہو جائے گا۔ جو اسکے احکامات سے منہ موڑے گا۔ اپنی تمام تر کوشش کے باوجود وہ اس سانحہ کو رد کرنے میں ناکام رہا۔ حضرت ابراہیمؑ آذر کے گھر میں پیدا ہوئے انکی ماں نے انہیں نہایت ہی احتیاط سے پرورش کی :

که در عهد نمرود خوار و ذلیل ولادت پذیرفت فرخ خلیل
چو آورد نمرود شوریده رای سر مسند سلطنت زیر پای
سر انجام خود راستودن گرفت چو شیطان تکبر نمودن گرفت
ز اندازه خود برون گام داشت بران شد که خود را خدا نام داشت ع۱

بالغ ہونے کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ماں سے پوچھا کہ انکا رب کون ہے ؟ ماں نے جواب دیا کہ انکا رب آذر ہے بیٹے نے پھر پوچھا آذر کا رب کون ہے ؟ ماں نے جواب دیا کہ آذر کا رب نمرود ہے۔ بیٹے نے پھر پوچھا کہ نمرود کا رب کون ہے ؟ ماں نے ایسا کہنے سے منع کیا۔

روایت چنین شد که چوں در کلام زبان وی آمد علیه السلام
در اول بدان مادر خویشتن بشیرین زبان آمد اندر سخن
کای مهربان مادر نامدار بگو تا مرا کیست پروردگار
بدو گفت مادر خداوند تو منم مهربان مام دلبند تو
بگفتا ترا کیست پروردگار بگفت آذرم شد خداوندگار
بگفتا بر آذر خداوند کیست که از لطف او میتواند بزیست

ع۱ نظم السیر سید ولی اللہ شاہی (ص ۵۶ تا ۵۷)

بفرمود مادر کہ خاموش کن
در ینباب ہرگز نگوی سخن
خداوند اعظم شدہ شہریار
کسی نیست بروی خداوندگار ؏۱

ایک دن حضرت ابراہیم؏ نمرود مردود کے دربار میں حاضر ہوئے اور وہ اسکے سامنے سربسجود نہیں ہوئے۔ نمرود نے خشمناک ہوکر ان سے پوچھا کہ انکا رب کون ہے ؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ اس رب کا بندہ ہے جو مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر دیتا ہے۔ نمرود نے انکے سوال کے جواب میں دو قیدیوں کو بلایا اور ان میں سے ایک کو ہلاک اور دوسرے کو زندہ رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم؏ نے اسکو دوسرے سوال میں سورج کو مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونے کی درخواست کی۔ اس سوال کے جواب میں نمرود قاصر رہا اور انہیں قید و بند کا حکم دیا۔

بہ پیش ملک چون خلیل خدای
در آمد نیاورد رسمش بجای
بگفتا کہ پروردگار تو کیست
جہاندار و کردگار تو کیست
بگفتا خدای منست آنخدای
کہ آمد خداوند ہر دو سرای
پیمبر چو این گفت فرخندہ گفت
بر آشفت نمرد چون این شنفت
نظر کرد بر یکی و بر یمیت
بگفتا انا اُحی وہم اُمیت
بفرمود تا درزمان تاختند
ز زندان دو قیدی برون ساختند
سوی دعوی خویش پرداختہ
یکی کشت و دیگر رہا ساختہ
بنا دانی آن مرد شوریدہ سر
اماتہ یکی خواند احیا دگر
چو نادانی دی خلیل خدای
بدانست و شد باز حجت نمای
نفس زد کہ ہر روز این آفتاب
چو از جانب مشرق آرد شتاب
اگر تو خدای و پروردگار
یکی بارش از سوی مغرب برآر

؏۱ نظم السیر سید ولی اللہ شاہی (ص ۱۵۷۔ ۱۵۸)

Scanned with CamScanner

فرد ماند نمرود شیطان نہاد خلیل خدا را جوابی نداد
ولی بہر دفع خجالت خلیل بز ندان کشیدند و بیقال وقیل

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد کے بارے میں ام عثمان عاص رض سے یہ روایت نقل ہے کہ وہ اس رات حضرت آمنہ رض کے گھر میں موجود تھی۔ انہوں نے آسمان سے یہ مشاہدہ اخذ کیا کہ سب ستارے زمین پر گرنے کو تیار ہیں اسی اثنا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رض سے تولد ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد ہونے سے ہی کسریٰ کے محل میں شگاف پڑے اور محل کے بالائی حصہ سے تقریباً چودہ کنگرے گر گئے اس کے اور کئی محلات بھی تباہ ہوئے

روایت نمود ام عثمان عاص رض کہ من بودم آنشب در آنجای خاص
سوی آسمان اوفتادم نظر بدیدم کو اکب ہمہ جلوہ گر
گمانم چنان شد کہ بروی خاک در افتد از حکم یزدان پاک
چو زائید خوش سردار از منہ جدا شد یکی نور از آمنہ رض
شد آن خانۂ وی ازان نور پاک درخشندہ ہمچون مہ تابناک
چو زائید سلطان دین و دول فتادہ در ایوان کسریٰ خلل
بر آنقصر کسریٰ توی روایداد کز د چاردہ کنگرہ اوفتاد

مکہ سے مدینہ میں ہجرت کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کافروں کے خلاف برسرپیکار ہوئے۔ بدر کے میدان میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں کا جنگی لشکر صرف تین سو تیرہ اصحاب پر مشتمل تھا اور جنگی ہتھیار بھی انکے پاس بہت کم تھے اس کے برعکس کفار بڑی فوجی لشکر کے علاوہ جنگی اسلحہ سے بھی لیس تھے۔ آنحضور ؐ نے خود اپنی فوج کی صف بندی تشکیل فرمائی تھی۔ فوج کے دائیں اور بائیں طرف پر قوی جانبازوں کو منظم فرمایا۔ آگے والی صف میں ان فوجیوں کا قیام رکھا جو زرہ بکتر سے لیس تھے۔

عا نظم السیر سید ولی اللہ شاہی (ص ۶۴-۶۵)

فوج کے بیچ میں اپنا فوجی کیمپ نصب فرمایا۔ فوج کی نشانی میں تین جھنڈے رکھے تھے ان میں سے ایک مہاجر اور دو انصار کی نشاندہی کرتے تھے جنگ سے پہلے واحد مقابلہ کیلئے مسلمانوں میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ اور کافروں میں شیبہ، ولید اور عتبہ میدان میں سامنے آئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے شیبہ اور ولید کو قتل کر دیا۔ حضرت عبیدہؓ اور عتبہ کے درمیان دیر تک لڑائی قائم رہی اور آخر عتبہ بھی میدان جنگ میں کام آیا۔

سحرگاہ چون شاہ انجم شکوہ	بر آورد تیغ از سر تیغ کین
ستودہ محمدؐ رسول خدای	بہ ترتیب رایت زد آگاہ رای
سہ رایت بر آنفوج اسلام بود	ہمہ ہر سہ را بر فلک کام بود
ز اصحاب ہجرت یکی رایتی	بظاہر ز فتح و ظفر آیتی
دو رایت ز انصار بر پای بود	کہ ہر یک بہ ترتیب بر جای بود
پیمبر صف آرای خواست کرد	صف لشکر خویش آراست کرد
امیر شہیدان و شیر خدای	دو یدند بر دشمن تیرہ رای
کشیدند تیغ آن دلاور دو گرد	نمودند او را ہم خورد خورد
چو بر خاک د خونش سر انداختند	جہنم نشیمن گہش ساختند ع ۱

معنی کی آگہی میں یہ اشعار نہایت ہی روشن ہیں۔ خوبی کا اظہار صرف اس ایک چیز پر منحصر ہے کہ لفظوں کا ربط ایک دوسرے کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اور غور کرنے والے کو اس کی چاشنی اپنی طرف مائل کرے۔ مثلاً یہ چند الفاظ اپنی جگہ کیا خوب ہیں۔ سحرگاہ، شکوہ اور ستودہ وغیرہ اور دوسری جانب دوسرے الفاظ کا جوڑ بھی کیا ہی مناسب ہے مثلاً یک رایتی، امیر شہیدان اور شیر مست وغیرہ

ع ۱ نظم السیر — سید ولی اللہ شاہی شاہ آبادی — (۱ص ۱۳۰۔ ۱)

Scanned with CamScanner

قواعد وضوابط میں یہ اشعار بھی اپنی جداگانہ خصوصیت کے حامل ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ شاعر نے واقعی طور پر عظیم شاعروں کا مطالعہ کیا ہے واقعات کی نشاندہی میں کسی بھی دروغ بیانی سے پرہیز کیا ہے یہ اظہار بھی درست ہے کہ جو الفاظ مخالفین کیلئے مخصوص ہوئے وہ بھی ان ہی کے کہئے ہوئے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner